وادی السلام کا وجود اور مصداق : تاریخ و روایات کے تناظر میں

The Existence and Identity of The Valley of Peace
(In the context of history and traditions)

Dr. Sajjad Ali Raeesi
Associate Professor / Director Institute of Islamic Studies,
Shah Abdul Latif University, Khairpur Mir's.
Email: sajjad.ali@salu.edu.pk

Gul Mohammad Sahr
Research Scholar, Institute of Islamic Studies,
Shah Abdul Latif University, Khairpur Mir's.
Email: sarkar.asadi@yahoo.com

Abstract

The Valley of Peace (*Wadi-ul-Salam*) located in the city of Najaf Ashraf (Iraq), is one of the oldest cemeteries in the world. In the light of many historical evidences, the graves of *Hazrat Adam*, *Hazrat Noah*, *Hazrat Hud*, *Hazrat Saleh* and *Hazrat Ali* (as) exist here. According to some traditions, the blessed head of Imam Hussain bin Ali (as) was also buried here. But the question is whether the burial of the Prophets and the Ahl al-Bayt (as) in this place is historically proven? Whether the virtue and importance given to *Wadi-ul-Salam* is proven by the Quranic verses and traditions? This article provides answers to these questions. Author has tried to know the reality of *Wadi-ul-Salam* in the light of Quranic verses, historical evidences and traditions. According to him the terminology of *Wadi-ul-Salam* refers to the holy city of *Najaf Ashraf*. In the light of many traditions, the spiritual status of *Wadi-ul-Salam* is declared as a peace place for residences of virtuous believers soles after their death.

Key Words: *Wadi-ul-Salam, Najaf-e-Ashraf,* Cemetery, *Barzakh*.

خلاصہ

نجف اشرف، عراق میں واقع "وادی السلام" کا شمار دنیا کے قدیم ترین قبرستانوں میں ہوتا ہے۔ کئی تاریخی شواہد کی روشنی میں حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت علی علیہم السلام کی قبور اسی جگہ موجود ہیں۔ بعض روایات کے مطابق حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام کا سر مبارک بھی اسی قبرستان میں

دفن ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آیا انبیاء اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کا اس جگہ دفن ہونا تاریخی اعتبار سے ثابت ہے؟ نیز وادی السلام یا نجف اشرف کو جو فضیلت اور اہمیت دی جاتی ہے آیا یہ آیات وروایات سے ثابت شدہ ہے؟ یہ مقالہ ان سوالوں کا جواب فراہم کرتا ہے۔ مقالہ نگار نے اس مقالہ میں قرآنی آیات، تاریخ اروروایات کی روشنی میں وادی السلام کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کی ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق اصطلاحی طور پر وادی السلام سے مراد نجف اشرف ہی ہے اور کئی روایات کی روشنی میں وادی السلام کی معنوی حیثیت یہ ہے کہ جب ایک نیک کردار مومن مر جاتا ہے تو اُس کی روح کو جس پر امن جگہ سکونت حاصل ہوتی ہے اسے "وادی السلام" کہتے ہیں۔

کلیدی الفاظ: وادی السلام، نجف اشرف، قبرستان، برزخ۔

وادی السلام کا لغوی و اصطلاحی معنی و مفہوم

وادی السلام دو الفاظ کا مجمع ہے۔ جس کے لغوی معنی و مفہوم امن اور سلامتی والی جگہ کے ہیں۔ عربی میں وادی کے معنی پہاڑوں کے درمیان موجود جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں سے پانی یا لوگ گزرتے ہوں۔ "کل مضرح بین الجبال و اکام تلال یکون مسلکا لسیل او منفذا" [1] عرف عام میں وادی زمین کے اس ٹکڑے کو کہا جاتا ہے جس کے حدود چاروں طرف سے معین اور محدود ہوں۔ لغوی اعتبار سے سلام کے متعدد معانی ہیں تاہم مشہور ترین معنی امان و آشتی اور مشکلات و آفات سے محفوظ رہنے کے ہیں: "السلام و معناه السلامة من جمیع الافات" [2] جہاں تک وادی السلام کے اصطلاحی معنی و مفہوم کا تعلق ہے تو عرف عام میں وادی السلام سے مراد عراق کا شہر نجف اشرف لیا جاتا ہے جہاں خلیفۃ المسلمین حضرت علی علیہ السلام کی قبر پائی جاتی ہے۔

اکثر مورخین و محدثین متفق ہیں کہ وادی السلام سے مراد نجف اشرف ہے۔ تاریخی طور پر وادی السلام کا اسی ایک مصداق کے علاوہ کوئی اور مصداق بنیادی منابع میں نہیں ملتا ہے۔ تاہم بعض لوگ وادی السلام سے مراد نجف اشرف میں موجود قدیمی قبرستان لیتے ہیں۔ تاریخی و لغوی دونوں اعتبار سے یہ مفہوم غلط العام مستعمل ہے۔ نجف اشرف کے یہ قدیمی قبرستان وادی السلام کا ایک جزء ہے جس پر وادی السلام کا کلی اطلاق نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لیکن دور حاضر میں تاریخی و لغوی مفہوم سے ہٹ کر وادی السلام سے مراد نجف اشرف میں موجود قدیمی قبرستان ہی مراد لیا جاتا ہے۔ جبکہ قدیم ادوار میں اس پورے شہر کو وادی السلام کہا جاتا تھا۔ البتہ تاریخی طور پر مختلف ادوار میں اس وادی کے مختلف نام رہے ہیں۔ لیکن کس دور میں کون سا نام استعمال کیا گیا ہے اس بارے

میں تاریخی مواد موجود نہیں ہے۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ یہ شہر ہمیشہ سے ثقافتی اور تجارتی طور پر مشہور رہا ہے اس لئے اسی اعتبار سے مختلف ادوار میں اس کے مختلف نام مورخین نے لکھے ہیں۔ یہاں تک کہ ان ناموں کے وضع ہونے کی وجوہات بھی مورخین نے لکھا ہے۔

1. **نجف:** وادی السلام کے متبادل ناموں میں سے ایک نجف ہے جو سب سے زیادہ مستعمل ہے۔ یہ نام تمام دیگر ناموں کے مقابلے میں سب سے زیادہ مشہور رہا ہے اور دور حاضر میں بھی وادی السلام کو اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اس نام کی شہرت اور زیادہ استعمال کی شاہد بنیادی وجہ اس کا آسان تلفظ بھی ہو سکتا ہے۔ نجف کے لغوی معنی ایسی ابھری ہوئی جگہ جہاں عام طور پر پانی نہ پہنچ سکے۔"النجف مکان مستطیل منقاد لایعلوہ الماء"[3] جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ موجودہ دور میں وادی السلام سے مراد فقط قدیمی قبرستان ہی لیا جاتا ہے۔ جبکہ پورے شہر کا نام نجف اشرف سے منسوب ہوگیا ہے۔ چونکہ اس شہر میں مقدس شخصیات مدفن ہیں اسی مناسبت سے نجف کے ساتھ اشرف کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

2. **بانقیا:** زمانے قدیم میں وادی السلام کو بانقیاکے نام سے بھی جانا جاتا تھا البتہ اس کی حدود اربعہ کا اطلاق کہاں تک ہوتا ہے۔ آیا اس میں نجف اور کوفے کو شامل کیا جاتا ہے یا نہیں۔ اس بارے میں بعض مورخین اور ماہرین جغرافیہ نے بانقیا کی حدود کا تعین کچھ یوں کیا ہے۔ "ارض النجف دون الکوفہ"[4] کوفہ سے ہٹ کر نجف کی زمین کو بانقیا کہا جاتا ہے۔ مورخین کے نزدیک موجودہ نجف اشرف کا نام زمانے قدیم میں بانقیا بھی مستعمل رہا ہے۔ تاہم یہ نام نجف اشرف کے لئے کیوں وضع ہوا اور اس کی وجہ تسمیہ کیا تھی اس پر بعض مورخین نے اپنی اپنی تحقیقات دی ہیں ان میں سب سے مشہور رائے جس کو البکری اندلسی نے تحریر کیا ہے۔ "حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوط بیت المقدس جاتے ہوئے وادی السلام میں پڑاؤ ڈالا۔ اور وہی پر زمین کے ایک ٹکڑے کو ان دونوں انبیاء علیہم السلام نے کچھ غنائم کے بدلے میں خرید لی، ان کے پاس سات بھیڑیں اور چار گدھے تھے۔وہ زمین کی قیمت کے طور پر دیا اور زمین کو اپنے نام کر دیا۔ چونکہ غنم (مال مویشی) کو نبطی زبان میں نقیا کہا جاتا ہے۔ حضرت لوط نے کہا کہ اے خلیل اللہ اس زمین کو خرید کر کیا کروگے اس پر نہ زراعت اگ سکتی ہے اور نہ ہی درخت۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا خاموش

ہو جاؤ۔ اس زمین سے ستر ہزار انسان بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔"[5] چونکہ غنم کو نبطی زبان سے بانیقا کہتے ہیں اسی بناء پر وادی السلام کو بانقیا بھی کہا گیا ہے۔

3. **الجودی:** جودی اس جگہ کو کہا جاتا ہے جس پر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نے استقرار کیا۔ قرآن مجید میں اس جگہ کا تذکر موجود ہے: "وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ" (44:11) مفسرین اور مورخین نے اس آیت کے ذیل میں جودی کے مختلف مصادق تحریر کئے ہیں۔ تاہم بعض مفسرین نے اس سے مراد وادی السلام بھی لیا ہے۔ ڈاکٹر کامل سلمان جبوری نے عراق کے ایک مشہور تحقیقی رسالے میں جودی پر ایک تحقیق پیش کی ہے جس میں انہوں نے جودی سے مراد وادی السلام قرار دیا ہے۔[6]

4. **الطور سیناء:** یہ بھی ایک قرآنی اصطلاح ہے: "وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ وَطُورِ سِينِينَ وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ" (95:3،2،1) مفسرین نے طور سیناء کے مختلف مصادیق بیان کئے ہیں جن میں ایک مصداق ظہر کوفہ بھی ہے۔ ظہر کوفہ (کوفہ کے پشت) وادی السلام کو کہاجاتا ہے۔ فخر الدین رازی نے اس آیت میں مذکور لفظ طور سینین کا مصداق ظہر کوفہ لکھا ہے۔[7]

5. **الربوۃ:** وادی السلام کے اسماء میں سے ایک نام ربوہ تاریخ میں آیا ہے۔ ربوہ کے لغوی معنی ہے: "کل ما ارتفع عن الارض"[8] ہر وہ مکان جو زمین سے مرتفع اور بلند ہو۔ یہ لفظ قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ (50:23) ترجمہ: "اور ہم نے ابن مریم اور ان کی والدہ کو نشانی قرار دیا اور انہیں ایک بلندی پر پناہ دی جس پر ٹھہرنے کی جگہ بھی تھی اور چشمہ بھی تھا۔" بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ الربوۃ، نجف۔ القرار المسجد والمعین الفرات۔[9] ربوۃ یعنی نجف (وادی السلام)، القرار یعنی مسجد کوفہ اور المعین یعنی فرات (فرات کی ندی) ہے۔[10]

6. **الحیرۃ:** الحیرۃ کا نام تقریبا دوسری صدی عیسوی میں مشہور ہوا۔ یہ نام اس وقت رکھا گیا تھا جب اس جگہ پر ایک مملکت بنائی گئی تھی جس کا نام " مملكة الحير "[11] رکھا گیا تھا۔

7. **غریین:** وادی السلام کے ناموں میں ایک نام تاریخ میں غریین بھی آیا ہے۔ مورخین نے اس کی وجہ تسمیہ بھی بیان کی ہے۔ "منذر بن ماء نے نشے کی حالت میں دو بنی اسد کے آدمیوں کو یہاں دفن کرنے کا حکم

دیا اور جب نشے سے افاقہ ہوا تو پوچھا کہ (وہ دونوں) کہاں گئے؟ تو کہا گیا کہ آپ کے حکم کے مطابق قتل کر کے فلاں جگہ پر دفن کئے گئے، اس نے ان دونوں کے قبروں کے اوپر دو بلند مینار بنوائے جو دور سے نظر آتے تھے۔ جن کو غریین کہا جاتا ہے کیونکہ غریین کے معنی بلندی کے ہیں۔"[12]

8. **المشہد**: لغوی اعتبار سے مشہد کے معنی مجمع الناس او محضر الناس[13] لوگوں کے جمع یا حاضر ہونے کی جگہ۔ یہ نام اس وقت مشہور ہوا جب خلیفہ راشد حضرت علیؑ کی قبر ظاہر ہوئی اور لوگ اس قبر کی زیارت کے لئے اس جگہ میں حاضری دینے لگے تو اسی لغوی مفہوم کے تحت یہ جگہ مشہد سے مشہور ہوئی۔

9. **الغری:** الغری کے لغوی معنی الحسن من کل شئی[14] ہر چیز کی خوبصورتی کے ہیں۔ یہ لفظ عربی ادب میں استعمال ہوا ہے۔ ابن ابوالحدید معتزلی کا معروف قصیدہ عینیہ اسی وادی کی فضیلت میں ہے جس نے وادی السلام کی پوری تاریخ کو اس قصیدے میں بیان کیا ہے۔ اور اس قصیدے میں اس نے نجف اشرف کے لئے الغری کا لفظ استعمال کیا ہے:

یا برق ان جئت الغري فقل له: أتراك تعلم من بأرضك مودع

فيك الأمام المرتضى فيك الوصي المجتبى فيك البطين الأنزع[15]

یعنی: "اے روشنی جب بھی آپ کا غری کے مقام سے گزر ہو تو ان سے کہنا۔ کیا آپ کو پتہ ہے کہ آپ کے دامن میں کونسی سے امانت موجود ہے۔ آپ کے دامن میں امام مرتضیٰؑ ہے جو رسول ﷺ کا منتخب کردہ وصی ہے۔ اور آپ کے دامن میں علم کا سمندر موجود ہے۔"

ان اسما کے علاوہ وادی السلام کے لئے چند اور نام بھی تاریخ کی کتب میں موجود ہیں۔ جیسے ظہر الکوفہ، نجف الحیرہ، الملطاط، اللسانخد العذراء، الرحی: الجرف، شاطیء البحر، الثویہ۔ لیکن یہ نام زیادہ مشہور نہیں ہیں اس لئے ان پر مقالے ہذا میں زیادہ بحث نہیں کی گئی ہے۔

وادی السلام کی جغرافیائی حدود

وادی السلام جنوبِ عراق کے غرب میں دار الخلافہ بغداد سے 161 کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے۔ یہ سطح سمند سے 70 میٹر بلندی پر واقع ہے۔ وادی السلام کے شمال میں 80 کلو میٹر کے فاصلے پر کربلاء اور جنوب اور غرب میں بحر نجف اور ابوصخیر 18 کلو میٹر کے فاصلے پر موجود ہیں۔ جبکہ وادی السلام کے شرق میں 12 کلو میٹر کی دوری پر شہر کوفہ واقع ہے۔ اور وادی السلام کے وسط میں حضرت علی علیہ السلام کی قبر موجود ہے۔[16]

وادی السلام دنیا کے قدیم قبرستانوں میں سے ایک ہے جس کے وجود پر تاریخ اور حدیث کی کتب میں روایات بھی موجود ہیں۔ ایک روایت ایسی بھی ملتی ہے جس میں حضرت علی علیہ السلام نے وادی السلام کے حدود اربعہ کا تعین بھی کیا ہے۔ "ان البرکة عن الکوفه علی اثنی عشر میلا من ای الجوانب جئته"[17] کوفہ سے لے کر چاروں طرف بارہ میل تک یہ زمین بابرکت ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ "اشتری امیر المومنین ما بین الخورنق الی الحیره الی الکوفه--- من الدهاقین"[18] امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے خورنق سے حیرہ اور حیرہ سے کوفہ تک کی زمین دہاقین سے خریدی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام سے چاروں طرف، خورنق سے حیرہ ارو حیرہ سے کوفہ تقریباان کا درمیانی فاصلہ 12 میل بنتا ہے۔ اس روایت کے مطابق وادی السلام کی حدود میں مزارات کوفہ مکمل شامل ہوتے ہیں۔ تاریخی طور پر وادی السلام ایک مشہور اور معروف جگہ رہی ہے۔ جہاں پر متعدد سلاطین کی حکومتیں قائم ہوئی ہیں جس میں ساسانی مناذرہ اور عباسی حکام کے نام آتے ہیں۔

مسعودی لکھتے ہیں کہ خلفاء بنی عباس سفاح، منصور، رشید وغیرہ وادی السلام آ کر سکون کرتے تھے اس کا سبب یہ تھا کہ اس کی آب و ہوا صاف وآرام دہ تھی درمیانی موسم کے ساتھ وہاں کی مٹی بھی زرخیز ہے۔[19] وادی السلام ایسی بابرکت زمین ہے یہی وجہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس زمین کو خریدا تھا اسی طرح اس زمین کو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے خریدا تھا۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ جو اس زمین میں دفن ہوگا وہ عذاب برزخ و حشر سے محفوظ رہے گا اور ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ میری ملکیت سے اٹھیں۔ جبکہ ستر ہزار کے تعداد کی روایات تمام مکتبِ فکر کے کتب میں موجود ہے، بعض محدثین نے وضاحت کے ساتھ بیان کیا اور بعض نے مبہم، مگر جس طرح بعض آیات بعض کی تفسیر کرتی ہیں۔

اسی طرح بعض روایات بعضِ دیگر کی تشریح کرتی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں "عن ابن عباس .ان رسول الله صلي الله عليه وسلم قال يدخل الجنة من أمتي سبعون ألفا بغيرحساب"[20] آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس حدیث میں ستر ہزار کی تعداد بیان ہوئی ہے مگر یہ واضح نہیں کہ کس جگہ سے اٹھائے جائیں گے۔ علم اصول کے قوائد کے مطابق ہر عام کو تخصیص لگائی جاتی۔ "ما من عام الا وقد خص" دوسری روایات اس کو تخصیص لگاتی ہیں۔ جیسے ابن ابی شیبہ اپنی کتاب مصنف میں نقل کرتے ہیں: "عن ابي هرثمه سمعته من أمير المؤمنين وكنت معه بكربلاء فمرّ بشجرة تحتها بعر غزلان فأخذ منه قبضة

فشمها ثم قال یحشر من هذا الظهر سبعون ألفا یدخلون الجنة بغیر حساب"[21] ابوہرثمہ کہتا ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام کربلاء سے گذر کر ظہر کوفہ پہنچے جہاں ایک درخت تھا اس درخت کے نیچے ہرن کا فضلہ پڑا ہوا تھا وہاں سے مٹی کی مٹھی بھر کر سونگھ کر فرمایا کہ اس زمین سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔"

اس روایت نے بخاری کی روایت کو تخصیص لگا کر جگہ کو معین کیا کہ وہ جگہ ظہر کوفہ ہے۔ ابو نعیم اصبہانی اپنی کتاب تاریخ اصبہان میں اس جگہ کو اور واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "حضرت علی علیہ السلام نے خورنق سے حیرہ تک دہاقین سے چالیس ہزار میں زمین خریدی۔ جب پوچھا گیا کہ اے امیر المومنین آپ نے ایسی زمین کیوں خریدی جو پتھریلی ہے جس سے کچھ اگتا ہی نہیں؟ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں نے سچ کہا ہے مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن خداوند کریم ستر ہزار بندوں کو اس زمین سے اٹھائے گا جن کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ان پر کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ میں نے چاہا کہ کیوں نہ وہ میری ملکیت سے اٹھائے جائیں۔"[22] وادی السلام کے وجود کے بارے میں تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اس زمین میں مدفون ستر ہزار انسان بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اور وہ اس جگہ سے اٹھائے جائیں گے جو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے خریدی تھی، اور اس جگہ کو خرید کر حضرت علی علیہ السلام ہمیشہ دعامانگتے رہتے تھے "نظر امیر المومنین الی ظهر الکوفه فقال مااحسن ظهرک و اطیب قعرک، اللهم اجعل قبری بها"[23] یا اللہ میری قبر بھی اسی زمین میں بنے۔ جب یہ بات مسلم معاشرے میں مشہور ہوئی تو اس وقت یمن کے رہنے والے ابوشیب یمانی نے وادی السلام میں دفن ہونے کی وصیت کی جس کو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے دفن کیا تھا۔ جس کی قبر کا مقام مشہور ہے اور آج کل پوری دنیا سے میتوں کو وادی السلام میں دفن کرنے کے لئے بھی لایا جاتا ہے۔

وادی السلام کی خصوصیات

اصبغ بن نباتہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کوفہ سے نکل کر وادی السلام پہنچ کر بغیر چادر یا بچھونے کے زمین پر لیٹ گئے، قنبر نے کہا اے امیر المومنینؑ زمین پر کپڑا بچھاؤں آپ اس پر لیٹ جائیں، فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ مومن وادی ہے، یہ زمین ہماری اور مومنین کی مجلس گاہ ہے ،اصبغ نے کہا اے امیر المومنینؑ یہ تو سمجھ میں آیا کہ یہ زمین مومن ہے مگر مومنین کے ساتھ بیٹھک اور مجلس گاہ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ ابھی ہے یا ہوگی؟ امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ "یابن نباته لوکشف لکم لألفیتم أرواح المؤمنین

حلقا يتزاورون و يتحدثون.ان في هذالظهرروح كل مومن وفي وادي برهوت نسمة كل كافر "یعنی: "اے ابن نباتہ اگر آپ کی آنکھوں سے بھی وہ پردہ ہٹایا جائے تو تم بھی دیکھ سکتے ہو کہ کیسے مومنین کے ارواح گروہوں کی صورت میں آپس میں باتیں کر رہے ہیں، اے ابن نباتہ اس وادی السلام میں ہر مومن کی روح آئے گی اور وادی برہوت میں ہر کافر کی روح جائے گی۔"[24] حضرت علی علیہ السلام جب بھی وادی السلام کی طرف دیکھتے تھے تو فرماتے تھے سبحان اللہ کتنا حسین منظر ہے اور کتنی خوشبودار مٹی ہے یا اللہ میری قبر بھی اسی جگہ پر بنے۔اسی طرح دیلمی ارشاد القلوب میں ذکر کرتے ہیں کہ "ومن خواص تربته اسقاط عذاب القبر وترك المحاسبة منكر و نكير للمدفون هناك"[25] وادی السلام کی مٹی میں خداوند کریم نے یہ خصوصیت رکھی ہے کہ جو بھی وہاں دفن ہوگا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور منکر و نکیر کا محاسبہ بھی اس سے نہیں ہوگا۔

فقیہ العفکاوی لکھتے ہیں کہ: "ان الغري قطعة من طورسيناء وان من دفن فيه لايعذب عذاب البرزخ وان فيه وادي السلام وانها لبقعة من جنة عدن"[26] غری طور سیناء کا ایک ٹکڑا ہے جو بھی یہاں دفن ہوگا وہ عذاب برزخ سے امان میں رہے گا یہی تو وادی السلام ہے جو جنت عدن کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔

وادی السلام میں مدفون چند اہم شخصیات

حضرت آدمؑ کی قبر: وادی السلام دنیا کا پہلا اور قدیم ترین قبرستان ہے، اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر اسی وادی میں ہے اور حضرت آدمؑ سے پہلے کوئی بشر نہیں تھا۔ تاریخ کے مطابق جہاں جناب نوحؑ نے کشتی کو تیار کیا اور جہاں سے طوفان اٹھا وہاں سے ہی حضرت آدمؑ کے جسد کو اپنے ساتھ اٹھایا۔اس کا مطلب واضح ہے کہ حضرت آدمؑ کی قبر وہیں تھی جہاں حضرت نوحؑ رہائش پذیر تھے[27]۔ حضرت نوحؑ نے جب کشتی کو تیار کیا اور طوفان آنے کے بعد اپنے چاہنے والوں کو اس پر سوار کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کا جسد بھی زمین سے اٹھا کر کشتی کے وسط میں رکھا۔"[28]

ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب آدمؑ بھی وہیں دفن تھے جہاں حضرت نوحؑ رہائش پذیر تھے اور حضرت آدمؑ کو جبرائیلؑ کے حکم پر اٹھایا تھا اور اتنے سالوں کے بعد بھی حضرت آدمؑ کا جسد خراب نہیں ہوا تھا۔اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ انبیاء و صالحین کے جسم کو مٹی ختم نہیں کرتی بلکہ قبر میں بھی ثابت رہتے ہیں۔ جناب نوحؑ نے طوفان

کے بعد جناب آدمؑ کے جسد کو اپنے ساتھ لے کر آئے اور کشتی کو جبل جودی پر اتار کر وہی پر حضرت آدمؑ کو دفن کیا۔ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ جبل جودی وادی السلام کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

جب امام جعفر الصادق علیہ السلام سے طوفانِ نوح اور کشتی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا :"ان الله تبارک و تعالي اوحي الي نوح وهو في السفينة ان يطوف في البيت اسبوعاً، فطاف اسبوعاً ثم نزل في الماءِ الي ركبته فاستخرج تابوتاً فيه غطام آدم. فحمل التابوت في جوف السفينة حتي طاف بالبيت ماشاءَالله ان يطوف ثم ورد الي باب الكوفة في وسط مسجدها و تفرق الجمع الذي كان مع نوح في السفينة فاخذ التابوت فدفنه في الغري"[29] یعنی: "خداوند کریم نے حضرت نوحؑ کو وحی کی کہ سات دن تک بیت اللہ کا طواف کریں، جناب نوحؑ سات دن تک طواف کرنے کے بعد گھٹنوں تک پانی میں اترے اور وہاں سے ایک تابوت نکالا جس میں حضرت آدمؑ کا جسد تھا، اس کو اٹھا کر کشتی کے درمیان رکھا اور بیت اللہ کے طواف کے بعد کشتی کو مسجد کوفہ کے وسط میں روک کر سب کو اتارانے کے بعد جناب حضرت آدمؑ کے تابوت کو اٹھا کر غریٰ میں دفن کیا۔ تحقیق کے مطابق دوسرا قول قوی ہے اور اس قول کی تصدیق اکثر مورخین کرتے ہیں۔ چاہے پہلے قول کو تسلیم کیا جائے یا دوسرے کو ہر دو صورت میں جہاں بھی جناب نوحؑ کی کشتی اتری وہاں جناب آدمؑ کو دفن کیا گیا۔" ادلہ ما سبق سے ظاہر ہوتا ہے کہ کشتی نوح وادی السلام میں اتری جس کو جبل جودی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اور وہی جناب آدمؑ کو دفن کیا گیا ہے جس کی قبر حضرت علی علیہ السلام کی قبر کے ساتھ آج بھی موجود ہے۔

حضرت نوحؑ کی قبر: سید ابن طاؤس فرحۃ الغریٰ میں ذکر کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حسن علیہ السلام کو وصیت کی " جیسے ہی آپ وادی السلام کی کھدائی کریں گے تو وہاں پر ایک بنی بنائی قبر ملے گی جس کو حضرت نوحؑ نے بنایا تھا تاکہ وہاں مجھے (علی) دفن کیا جائے۔"[30] ابو بصیر نے حضرت جعفر الصادق بن محمد الباقر علیہ السلام سے پوچھا کہ " این دفن امیر المومنین قال دفن فی قبر ابیه نوح۔ قلت این نوح؟ ان الناس يقولون انه في المسجد قال لا ذلک في ظهر الكوفه"[31] حضرت علی علیہ السلام کہاں دفن ہوئے تھے؟ فرمایا اپنے بابا نوحؑ کی قبر میں، ابو بصیر نے پوچھا کہ نوحؑ کی قبر کہاں ہے؟ لوگ تو کہتے ہیں کہ مسجد کوفہ میں ہے۔ فرمایا: مسجد میں نہیں ہے وہ ظہر الکوفہ (وادی السلام) میں ہے۔ (ترجمہ بقلم خود) ان روایات سے فقط حضرت علی علیہ السلام کی قبر کا تعین نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ حضرت نوحؑ کی قبر کا تعین بھی ہو

جاتا ہے۔ جس طرح حضرت آدمؑ کی قبر حضرت علی علیہ السلام کے پہلو میں ہے اسی طرح حضرت نوحؑ کی قبر بھی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ہے۔

جناب ھود و صالح علیہما السلام: حضرت ہودؑ و صالحؑ کے قبروں پر وادی السلام میں ایک سبز رنگ کا مقبرہ بنا ہوا ہے اور یہ حضرت علی علیہ السلام کے روضے سے شمال کی طرف 60 سو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور دونوں ایک ہی مقبرے کے اندر ہیں۔ علامہ مجلسیؒ کتاب مزار میں حضرت علی علیہ السلام کی وصیت اس طرح نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: ادفونی فی ھذا الظھر فی قبر اخوی ھود و صالح[32] ظہر کوفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اسی جگہ دفن کرنا جہاں میرے بھائی حضرت ھود و صالح کی قبریں ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہود و صالح بھی اسی مقام پر دفن ہیں جہاں حضرت علی علیہ السلام دفن ہیں۔

وادی السلام میں مدفون اہل بیت رسول ﷺ کے قبور کی حقیقت

وادی السلام جہاں انبیاء کی قبور سے مشہور ہے وہی پر اس قبرستان میں اہل بیت رسول ﷺ میں کچھ شخصیات کے قبور کا ہونے پر بھی روایات ملتی ہیں۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت حسن بن علی علیہ السلام کے تین بیٹے وادی السلام میں مدفون ہیں۔

1۔ **مرقد رقیہ بنت الحسن بن علیؑ**: ایک قبر براق محلے میں موجود ہے جہاں شارع السور اور شارع خورنق ملتے ہیں اس قبر پر نیلے رنگ کی کاشی پر لکھا ہوا ہے (ہذا قبر رقیۃ بنت الحسن بن علی بن ابی طالبؑ) یہ قبر رقیہ بنت الامام الحسن بن علی کی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ رقیہ عبید اللہ ابن عباس بن علی کی زوجہ تھی۔[33] قبر آج بھی موجود ہے جس کو وزارۃ او قاف نے نئے سرے سے تعمیر کرایا ہے، آج کل یہ محلّہ بنات الحسن کے نام سے مشہور ہے۔ یہ قبر امام حسن کی بیٹی سے منسوب ہونے کی شہرت تو بہت ہے لیکن کتب تواریخ اور روایات میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا ہے۔ ہم نے وادی السلام کے حوالے سے کتب پر عمیق مطالعہ کیا لیکن ہمیں امام حسن بن علی علیہ السلام کی بیٹی کی قبر وادی السلام میں ثابت نہیں ہوئی۔

2۔ **مرقد السیدۃ الزہراءؑ**: یہ محلّہ حویش میں ہے جو شارع الرسول اور شارع سور کے نزدیک ہے۔ اس قبر کے اوپر چھوٹا سا کاشی کا قبہ بنا ہوا ہے اس کے ساتھ چھوٹا سا صحن ہے، مرقد کے سامنے لکھا ہوا ہے: ھذا مرقد السیدۃ زھرا بنت الحسن المجتبي ابن امیرالمومنین یعنی: "یہ مرقد سیدہ زہراء بنت امام الحسن المجتبیٰ کی ہے۔" اس کے بارے میں بھی اس قبر اور قبے کے علاوہ کوئی تاریخ و روایات میں ذکر نہیں ملتا ہے، اس کی نسبت زہراء بنت الامام الحسن سے دینا شبہات سے خالی نہیں ہے۔[34]

3۔ مرقد بنت الامام الحسنؑ: روضہ امام علیؑ کے قریب ایک مشہور محلّہ حویش ساداۃ العواودۃ موجود ہے۔ اس محلے میں ایک مشہور شخصیت صادق حمدی شربہ کے گھر صحن میں ایک قبر موجود ہے۔ جس کے کتبے پر لکھا ہوا ہے: "هذا قبر بنت الامام الحسن المجتبیٰ"[35] یہ امام حسن مجتبیٰؑ کی بیٹی کی ہے۔ یہ قبر بھی مشکوک قبروں میں سے ایک ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ کتبے میں بنت الحسن کا نام تحریر نہیں ہے جس سے بات واضح ہو جائے کہ امام حسن کی کونسی بیٹی کا یہ قبر ہے۔ نیز بنیادی منابع میں بھی امام حسنؑ کی بیٹی کا نجف میں دفن ہونے کا ذکر نہیں ملتا ہے۔

4۔ قبر عمران بن علیؑ: یہ قبر بھی حویش میں موجود ایک سرداب میں ہے یہ بھی آل شربہ کے خاندان کے گھر میں ہے، اس کے ساتھ بھی بہت ساری کرامات منسوب کی جاتی ہیں اور لوگ نماز پڑھنے اس جگے میں آتے ہیں، اس کے بارے میں شیخ جعفر محبوبہ لکھتے ہیں۔ "اس قبر کی نسبت کے صحیح ہونے میں شک ہے۔"[36]

5۔ مرقد راس الامام الحسینؑ: اہل بیت رسول اکرم ﷺ میں سے بعض شخصیات سے مروی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک وادی السلام میں حضرت علی علیہ السلام کے سر مبارک کے پاس دفن ہے: عن مبارک الخباز انه قدم مع الامام الصادق من الحيرة الي النجف فلما وصلا الي المرقد الشريف نزل الامام الصادق من دابته و صلي ركعتين ثم تقدم قليلا فصلي ركعتين ثم تقدم قليلا فصلي ركعتين فقلت له جعلت فداک ما الاولويتين والثانتين والثالثين. فاجابه ان الركعتين الاوليتين لموضع قبر اميرالمومنين والركعتين الثانيتين لموضع راس الحسين. والركعتين الثالثتين لموضع منبر القائم[37] یعنی: "مبارک خباز سے روایت ہے کہ وہ حضرت جعفر الصادق بن محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ حیرہ سے وادی السلام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مرقد شریف کے پاس پہنچے تو امام اپنی سواری سے اترے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر دو قدم آگے بڑھے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر تھوڑا آگے بڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے امام سے سوال کیا کہ میری جان آپ پر قربان۔ پہلی دو رکعات نماز کس کے لئے ادا کی پھر دوسری رکعات اور تیسری دفعہ دو رکعات نمازیں کس مناسبت سے ادا کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ جہاں پہلی دو رکعت نماز پڑھی وہاں حضرت علی علیہ السلام کی قبر ہے اور دوسری دو حضرت حسین بن علی علیہ السلام کے سر مبارک کے پاس پڑھی اور تیسری دو منبر قائم کے پاس پڑھی۔"

نتیجہ تحقیق

وادی السلام دنیا کا قدیم ترین قبرستانوں میں سے ایک ہے۔ جس میں حضرت آدمؑ، نوحؑ، ہودؑ اور صالحؑ کی قبور موجود ہیں۔ قرآن مجید میں مشہور انبیاء کے واقعات سے منسوب مشہور مقامات جبل جودی، مقام ربوہ اور

طور سیناء بھی اسی وادی سے منسلک ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت علی علیہ السلام نے اس زمین کو ایک ہی مقصد کے لئے خرید اکہ اس زمین سے ستر ہزار انسان بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس وادی کی بابرکت اراضی قبر مطہر حضرت علی علیہ السلام سے چار اطراف بارہ میل کے اندر ہے۔اس وای میں انبیاء، اہل بیت اور اصحابِ کرام کی قبریں موجود ہیں اور اس میں کچھ ایسی قبریں بھی اہل بیت رسول ﷺ سے منسوب ہیں جن کا تاریخی کتب میں تذکر نہیں ملتا۔

* * * * *

References

1. Mehmood b. Umer, al-Zamakhshari. *Asās al-Balagha*, vol.2 (Berut: Almathmba'at ul wahbiya. 1299AD), 289.

محمود بن عمر، الزمخشری، *اساس البلاغہ*، ج2 (بیروت: المطبعۃ الوھبیہ، 1299ھ)، 289۔

2. Muhammad b. Abi Baker Al- Razi, Zain al-Din. *Mukhtar al-Sahah*, vol.1 (Beirut: Dar al-Namuzajiya, 1429AH) 150.

زین الدین، محمد بن ابی بکر الراضی، *مختار الصحاح*، طبع الخامسہ، ج1 (بیروت: مکتبۃ العصریہ دار النموذجیہ، 1429ھ)، 150۔

3. Al- Zamakhshari, *Asās al-Balagha, 289.*

الزمخشری، *اساس البلاغہ*، 289۔

4. Abdullah b. Abdul Aziz, Al-Bekhri, *Mo'jam ma Estajam min al-Assama' al-Bilād wal Mawazi'*, Annotated by Mustafa Al-Saqa, vol. 1 (Caro: Matba'a tul lujna tul taleef wa tarajum wan nashir, 1945) ,122.

عبداللہ بن عبدالعزیز، *معجم ما استعجم من السماء البلاد والمواضع*، تحقیق مصطفیٰ السقاط، ج1 (قاہرہ: معبعۃ لجنتہ التالیف والتراجم والنشر، 1945ء)، 122۔

5. Abdullah b. Abd al-Aziz, al-Bakri, *Dictionary of what he sought from the names of countries and places*, Edited by Mustafa al-Sakka, vol.. 1 (Berut: Alam alkutab, 1983), 222-

عبداللہ بن عبدالعزیز، البکری، *معجم ما استعجم من اسماء البلاد والمواضع*، تحقیق مصطفیٰ السقا، ج1 (بیروت: عالم الکتب، 1983)، 222۔

6. Dr. Kamil Salman, Al-Jubouri, Magazine (Afâq Najafiya) vol.33. (Iraq: Najaf Press, 2014), np.

دکتور کامل سلمان، الجبوری، مجلۃ (آفاق نجفیہ) عدد 33۔ مطبعۃ النجف عراق 2014۔ صفحہ ندارد۔

7. Abu Abdullah Muhammad b. Umar b. al-Hasan, al-Razi, *Al-Tafsīr al-Kabīr*, vol. 32 (Berut: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, 1961), 15.

ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسن، الرازی، *التفسیر الکبیر*، ج32 (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1961)، 15۔

8. Ahmad b. Muhammad, Al-Fayumi, *Al-Misbah Al-Munār fi Sharh Al-Kabīr* (Alriaz, Al-Khairiya Press, 1893AD), 110.

احمد بن محمد، الفیومی، *المصباح المنیر فی شرح الکبیر* (الریاض: مطبعۃ الخیریہ 1893ء) ، 110۔

9. Ali b. al-Hasan, known as Bab al-Asakr, Abu al-Qasim, *History of the city of Medina & Damascus*, Research by Amr b. Gharama Al-Amrawi, vol.1 (Damascus: Al-Tarqi Press, 1371 AD) ,202.

علی بن الحسن المعروف بابن عساکر، ابوالقاسم، *تاریخ مدینۃ دمشق*، تحقیق عمرو بن غرامۃ العمروی مطبعۃ الترقی ج1 (دمشق: مطبعہ الترقی ، 1371ھ) ، 202۔

10. Dr. Jawad Kazim, Al-Janabi, *Al-Kufa fi Tarīkh Ibn Asakir* (Caro: Masdar Press, 2009a), 183-

دکتور جواد کاظم، الجنابی، *الکوفہ فی تاریخ ابن عساکر* (قاہرہ: مطبعۃ مصادر، 2009ء)، 183۔

11. Dr. Kamil Salman, Al-Jubouri, Magazine (Afaq Najafiya) vol.33. (Iraq: Najaf Press, 2014), np.

دکتور کامل سلمان، الجبوری، مجلۃ (*آفاق نجفیہ*) عدد 33۔ مطبعۃ النجف عراق 2014۔ صفحہ ندارد۔

12. Muhammad b. Muhammad, Al-Zubaidi, Abu al-Faydh aka. *Murtaza*, vol..10 (Berut: Taj al-Arus Dar ul Hidaya, 1371AD), 648.

محمّد بن محمّد، الزَّبیدی، ابوالفیض، *الملقّب بمرتضی*، ج10 (بیروت: تاج العروس دارالهدایۃ، 1371ھ) ، 648۔

13. Abu al-Fadl Muhammad b. Mukarram, Ibn Manzūr, *Lisaan al-Arab*, vol. 3 (Beirut: Matba’a tul Dar Sadir, 1383AD), 321.

ابوالفضل محمد بن مکرم، ابن منظور، *لسان العرب*، ج3 (بیروت: مطبعۃ دار صادر، 1383ھ)، 321۔

14. Hassan Isa Al-Hakim. *Mustala’a Al-Ghari wa Atwār sl-Tarīkh*. Faculty of Jurisprudence (Magazine). vol.1. (Najaf: University of Kufa. 1999.

حسن عیسی الحکیم، *مصطلع الغری والاطوار التاریخ*، "کلیۃ الفقہ "(مجلّہ) اللعدد اول 197، شمارہ 17، 1999ع: 4199۔

15. Ibn Abi Al-Hadīd, Mu'tazili, *Al-Rawdat Al-Mukhtarah (Sharh Qasaid Al-Alawiyat Al-Sabba)* (Tehran: Institute of Press, 1398 AD), 12.

ابن ابی الحدید، معتزلی، *الروضۃ المختارۃ (شرح قصائد العلویات السبع)* (تہران: موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، 1398ھ)، 12۔

16. Shaykh Ja'far, Aal-Mahbuba, *The Past of Najaf and the Present*, Research by Dr. Ali Khudair Hajji, vol. 1 (Najaf al-Ashraf: Qasm al-Shawwan al-Fikriya wa al-Thaqafiya fi al-Utbah al-Alawiyyah al-Muqaddasah, 1986), 23.

شیخ جعفر، آل محبوبہ، *ماضی النجف وحاضرھا*، تحقیق دکتور علی خضیر حجی، ج1 (نجف الاشرف: قسم الشوون الفکریہ والثقافیہ فی العتبہ العلویہ المقدسہ، 1986،)، 23۔

17. Muhammad Baqir, Al-Majlisi, Bihar *Al-Anwar*, vol. 45 (Tehran: Matba’a tul-Islamia. 1388AD), 245.

محمد باقر، المجلسی، *بحار الانوار*، ج45 (تہران: المطبعۃ الاسلامیۃ، 1388ھ)، 245۔

18. Shaykh Ja'far, Al-Mahbuba, *The Past of Najaf and the Present*, (Alnajaf: Al-Adab Press, 1958) , 20.

محبوبہ جعفر، *ماضی النجف وحاضرھا*، ج1 (النجف: مطبعۃ الاداب، 1958)، 20۔

19. Abu al-Hasan Ali b. Al-Hussein, Al-Masoudi, *Murūj al-Zahab wa Maa'din al-Jawhar*, vol.1 (Egypt: Matba'a tul Misria al-rae'a, 1347AD), 297.

ابوالحسن علی ابن الحسین، المسعودی، *مروج الذہب ومعادن الجوہر*، ج1 (مصر، الطبعۃ المصریۃ الرائعۃ، القاھرہ، 1347ھ)، 297۔

20. Abu Abdullah Muhammad b. Isma'il, Al-Bukhari, *Al-Sahih Al-Bukhari*, vol. 8 (Labnan: Dar Al-Tawq Al-Najat, 2001), Hadith number 6472.

ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، البخاری، *الصحیح البخاری*، ج8 (بیروت: دار طوق النجاۃ ط الاولی، 2001ء)، 100، رقم الحدیث 6472۔

21.Abdullah b. Muhammad b. Ibrahim, Ibn Abi Shaybah, *Kitab al-Musnnaf*, vol.7 (Riyadh: Al-Rashad al-Riyadh, 1425AH), Hadith#3736. 478.

عبداللہ بن محمد بن ابراہیم ابن ابی شیبہ ابن ابی شیبہ، *کتاب المصنف*، ج7 (الرشد الریاض 1425ھ)، رقم الحدیث 478، 3736۔

22. Ahmad b. Abdullah b. Ahmad al-Isbahani, Abu Na'im, *Tarīkh al-Isbahan*, vol. 2 (Buirut: Dar al-'Ulamiyah, 1990), 144.

ابونعیم، احمد بن عبداللہ بن احمد الاصبہانی، *تاریخ اصبہان*، ج2 (بیروت: دار العلمیہ، 1990ء)، 144۔

23. Muhamad Baqir, Al-Majlisi, *Bihar Al-Anwar*, vol. 22 (Tehran: Islamic Press, 1388 AD), 37.

محمد باقر، المجلسی، *بحار الانوار*، ج22 (تہران: المطبعۃ الاسلامیۃ، 1388ھ)، 37۔

24.Izz al-Din, Abu Muhammad Hassan b. Salman b. Muhammad al-Hilli, *Al-Muhtadar*, (Najaf: Al-Maktaba wal Matba'a Al-Haidia, 1951), 9.

عزالدین، ابو محمد حسن بن سلمان بن محمد الحلی، *المحتضر* (نجف: المکتبہ والمطبعہ الحیدریہ، 1951)، 9۔

25. Abu Muhammad Al-Hassan b. Muhammad, Al-Daylmi, *Irshad al-Qulūb*, vol.1 (Beirut: Al-Alami lilmatbua'at, 1398AD), 43.

ابو محمد الحسن بن محمد، الدیلمی، *ارشاد القلوب*، ج1 (بیروت: موسسہ الاعلمی للمطبوعات، 1398ھ)، 43۔

26. Aal-Khuddām Khidr b. Shalāl al-Afkawi, *Abwāb al-Janān wa Bashai'r al-Rizwān* (Baghdad, Ashura Institute of Al-Awli, 1430AH), 53.

آل خدام خضر بن شلال العفکاوی، *ابواب الجنان وبشائر الرضوان* (بغداد: موسسہ عاشوراء، 1430ھ)، 53۔

27. Izz al-Din, Ibn al-Athir al-Jazri, Abu al-Hasan Ali, *Al-Kāmil fi al-Tarīkh*, vol.1, Kitab al-Sunnah wa al-Jama'ah (Beirut: Dar al-Kitab, 2003-4/1424AH), 56.

عزالدین، ابن الاثیر الجذری، ابوالحسن علی، *الکامل فی التاریخ*، کتب السنۃ والجماعۃ، ج1 (بیروت، دار کتب، 4-2003ء/1424ھ)، 56۔

28. Al-Yaqubi, Ahmad b. Abi Yaqūb b. Ja'far, Tahrīkh al-Yaqubi, vol.1, Beirut: Al-Aali Al-Mutabaat Press, 1993), 38.

احمد بن ابی یعقوب بن جعفر، الیعقوبی، تاریخ الیعقوبی، ج1 (بیروت: مطبعہ موسسہ الاعلی المطبوعات، 1993ء)، 38۔

29.Hassan Isa, Detailed *in the history of Najaf Al-Ashraf*, Sharia't Press, vol. 3 (Holy Qom: Maktab al-Haydariyah, 1285 AD), 9.

حسن عیسیٰ، رئیس جامعۃ الکوفہ، *المفصل فی تاریخ النجف الاشرف*، المطبعہ شریعت، ج3 (قم المقدسہ: مکتبۃ الحیدریہ، 1285ھ)، 9۔

30. Ghias-ud-Din Abdul Kareem, Ibn Taus, *Farhat al-Ghari at the tomb of the Commander of the Faithful in Al-Najaf Al-Ashraf* (Al-Najaf: Al-Haidari Press, 1368AD) ,163.
Ghias al-Din Abd al-Karīm, Ibn Taus, *Farhat al-Ghari fi Tayīn Ābr Amīr al-Mu'minīn fi Najaf al-Ashraf*, (Al-Najaf: Al-Haidari Press, 1368AD), 163.

غیاث الدین عبد الکریم، ابن طاؤس، *فرحۃ الغری فی تعیین قبر امیر المومنین فی النجف الاشرف*، لطبعۃ الثانی (النجف الاشرف: المطبعۃ الحیدریۃ، 1368)، 163۔

31.Ibid.

نفس المصدر۔

32.Al-Majlisi, *Al-Mazār*, 83.

المجلسی، *المزار*، 83۔

33. Comunna Abdul Razzaq Al-Husseini, *Mushahid al-Atra al-Tahira wa A'yān al-Sahaba wa al-Tabeī'n* (Al-Najaf Al-Ashraf: Al-Ada'b Press, 1968/1387AD), 147.

الکمونہ عبدالرزاق الحسینی، *مشاھد العترۃ الطاھرۃ واعیان الصحابہ والتابعین* (النجف الاشرف: مطبعۃ الآداب، 1387ھ/ 1968ء)، 147۔

34. Hassan Isa, *Al-Mufaddal fi Tarikh al-Najaf al-Ashraf*, 54.

حسن عیسیٰ، *المفصل فی تاریخ النجف الاشرف*، 54۔

35. Nafs Almasdar.

نفس المصدر۔

36. Al-Sheikh Baqir, Ja'far, *Mazi al-Najaf wa Hadiraha*, vol.1 (Al-Najaf Al-Ashraf: Al-Alamiya Press, 1955), 97.

الشیخ باقر جعفر، *ماضی النجف وحاضرھا*، مطبعہ العلمیہ، ج1 (النجف الاشرف: مطبعۃ النعمان، 1955ء)، 97۔

37. Abu Ja'far Muhammad b. Hassan, Al-Tusi, *Al-Tahzīb al-Ahkām*, annotated by Syed Hassan Khursan) Tehran: Khurshid Press, 1962), 35.

ابو جعفر محمد بن حسن، الطوسی، *التہذیب الاحکام*، تحقیق و تعلیق سید حسن خرسان، ج6 (تہران: خورشید پریس، 1962ء)، 35۔